

حضرة العلام مولانا

اللہ یار خان

رحمۃ اللہ علیہ

پناہ سُوِل

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

ادارہ نقشبندیہ اویسیہ

دارالعرفان، منارہ، ضلع چکوال

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

الحمد لله رب العالمين والصلوة والسلام على من لا نبي بعده
وعلى آله واصحابه وازواجه وذرئته اجمعين يا ايها النبي قل لا اربك
وبنتك ونساء المؤمنين يدنين عليهن من جلابيبهن ذلك
اذنى ان يعرفن فلا يؤذين وكان الله غفورا رحيما

باب اول

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے نکاح میں آنے سے قبل حضرت خدیجہ الکبریٰ رضی اللہ عنہا کے نکاح اور اولاد — اس باب میں چار امور کی وضاحت ہوگی۔

۱۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے نکاح میں آنے سے پہلے حضرت خدیجہ کا نکاح کس ہوا؟

۲۔ ان سے کوئی اولاد ہوئی یا نہیں؟ اگر ہوئی تو کون کون سے بیٹے اور بیٹیاں تھیں؟

۳۔ حضرت خدیجہ کی حقیقی بہنیں اور حقیقی بھائی اور اُن کی اولاد۔

۴۔ کیا آپ کی کوئی بھانجی رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے گھر آپ کے پاس پرورش پاتی رہی؟

حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہ کا شجر نسب

خدیجہ بنت خویلد بن اسد بن عبدالمطلب بن قصی بن کلاب۔

(عمدة العاصب فی انساب آل ابی طالب ص ۵۳ نسب قریش ص ۳۸)

خویلد کی اولاد

”فولد خویلد بن اسد عدیا وحزاعا والعوام ورقیقة امه وحنینة بنت الحارث بن جابر بن وهب بن فیض بن زید“ (نسب قریش ص ۲۳۹)

خویلد کے تین بیٹے اور ایک بیٹی تھی جس کا نام رقیقہ تھا۔ اُن کی ماں حنینہ تھی۔ رقیقہ کا نکاح عبد بن بجاد سے ہوا اس سے لڑکی پیدا ہوئی جس کا نام امیرہ تھا۔

”ولدت رقیقة بنت خویلد امیمة بنت عبد بن بجاد بن عیبر بن الحارث بن حارث“ (نسب قریش ص ۲۳۹)

خویلد کی دوسری بیوی سے ایک لڑکا پیدا ہوا جس کا نام نوفل تھا اس کو ابان عدیہ کہتے ہیں

”نوفل بن خویلد هو الذي يقال له ابن عدویة امه عته بدیل بن ورقاء بن عبد العزیٰ وهی بنت عبد العزیٰ بن ربیعہ بن حزن“ (نسب قریش)

نوفل بن خویلد کی اولاد آگے نہ چلی اور عدی بن خویلد کی اولاد بھی آگے نہ چلی۔

”انقرض ولد نوفل بن خویلد واماعدی فقد انقرض ولده“ (نسب قریش ص ۲۳۹)

خویلد کی تیسری بیوی سے اولاد

وخدیجة وهالة ابنت خویلد امه وفاطمة بنت زائدة بن جندب بن هرم بن رواحه فاما هالة بنت خویلد فولدت ابوالعاص بن الربیع بن عبد العزیٰ بن عبد الشمس يقال له الاهین زوجہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

وزینب بنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم واما خدیجة بنت خویلد فولدت لرسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم القاسم والطاهر وكان يقال له الطاهر والصلیب ولد بعد الذبوة ومات صغیرا واسمہ مبد اللہ وفاطمة وزینب و

ام كلثوم ورقیة۔ (نسب قریش ص ۲۳۹) ترجمہ: خدیجہ اور ہالد دونوں خویلد کی بیٹیاں ہیں ان کی ماں فاطمہ ہے ہالد کا ایک لڑکا، ابوالعاص بن الربیع ہوا جسے ابن کہتے تھے۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کا نکاح زینب بنت رسول اللہ کے ساتھ کیا۔ خدیجہ بنت خویلد کے ہاں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے قائم اور طاہر جنسیت بھی کہا جاتا ہے نبوت کے بعد پیدا ہونے اور بچپن ہی میں فوت ہونے اور فاطمہ، زینب، ام کلثوم اور رقیقہ پیدا ہوئیں۔

(فائدہ) ۱۔ حضرت خدیجہ کی حقیقی بہن ہالد تھی جس کا ایک بی بیٹا ہوا۔ اس کا نام ابوالعاص تھا۔

۲۔ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی بیٹی زینب کا نکاح اسی ابوالعاص سے کیا۔

۳۔ ہالد کی کوئی بیٹی پیدا نہیں ہوئی۔

۴۔ حضرت خدیجہ کی ایک بہن رقیقہ تھی جس کی ماں دوسری تھی اس رقیقہ سے ایک بیٹی پیدا ہوئی جس کا نام امیرہ ہے۔

۵۔ حضرت خدیجہ کی چار بیٹیاں تھیں جو رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے ہوئیں۔ فاطمہ، زینب، ام کلثوم اور رقیقہ۔

حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کا نکاح

علامہ اردبیلی نے کشف القمیر میں اور علامہ باقر مجلسی نے حیات الطوب ۲: ۹۱ پر صفحہ ۴۸ پر بیان کیا ہے:

پیش از آنکہ حضرت اور از زوج خدیجہ بن عاتق مخزومی اور از تزویج کردہ بود و از دو دخترے ہم رسانید و بعد از و ابوالاسدی اور از تزویج کرد و ہند بن ابی ہالد را از دو ہم رسانید

ترجمہ: حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے نکاح سے پہلے حضرت خدیجہ کا نکاح عاتق بن عاتق مخزومی سے ہوا اس سے ایک لڑکی ہوئی اس کے بعد ابوالاسدی سے نکاح ہوا اس سے ایک لڑکا ہند ہوا۔

اوپر صفحہ ۹۱ پر:

اول مرتبہ خدیجہ با عاتق بن عاتق مخزومی خواست و از دو دخترے ہم رسید و بعد از عاتق بن عاتق، ابوالاسدی زوارہ تھی اور ان کا نکاح کرد و ہند بن ہند از دو تولد شد و بعد از و رسول خدا اورا بجالہ خود آورد۔

ترجمہ:

مُلا باقر مجلسی کے اس بیان سے معلوم ہوا کہ

۱۔ حضرت خدیجہ کی عاتق سے صرف ایک لڑکی پیدا ہوئی جس کے نام کا ذکر نہیں اور یہ بھی ذکر نہیں کہ زندہ رہی یا مر گئی۔ اگر زندہ رہی تو اس کا نکاح کس سے ہوا؟

۲۔ حضرت خدیجہ کی کوئی لڑکی زینب، رقیقہ یا ام کلثوم پہلے فاطمہ سے پیدا نہیں ہوئی۔ اور نسب قریش ص ۲۳۹، ص ۲۴۰، ص ۲۴۱ پر ذرا تفصیل ملتی ہے۔

وكان مولد ابراهيم في ذي الحجة سنة ثمان من الهجرة مات ابي ابراهيم بالدينة وهو ابن ثمانية عشر شهرا واخوه ولد رسول الله صلى الله عليه وسلم لا مظهر هندی بنت عتيق بن عاتق بن عبد الله بن عمرو بن مخزوم و

هندی بنت ابي هالة بن ابي زارة وهالة بنت ابي هالة وابو هالة من بنی اسد بن عمرو بن تميم

ترجمہ: ذی الحجہ ۸ میں ابراہیم پیدا ہوئے اور جب وہ اٹھارہ ماہ کے تھے مدینہ میں فوت ہوئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بیٹے کے بہن بھائی جو دوسری ماؤں سے تھے وہ یہ تھے ہندہ بنت عتیق اور ہند بن ابوالاسدی اور ہالد بنت ابوالاسدی۔

اور نسب قریش ص ۲۳۹ پر ماخذ کے کئی بیٹے لکھے ہیں ایک عاتق زوج خدیجہ رضی اللہ عنہا سے دوسرا امیر بن عاتق اور اس امیر کا بیٹا صفی جس کی والدہ ہندہ بنت عتیق تھی اور امیر کا بیٹا محمد بن صفی جس کی اولاد آگے نہیں چلی۔

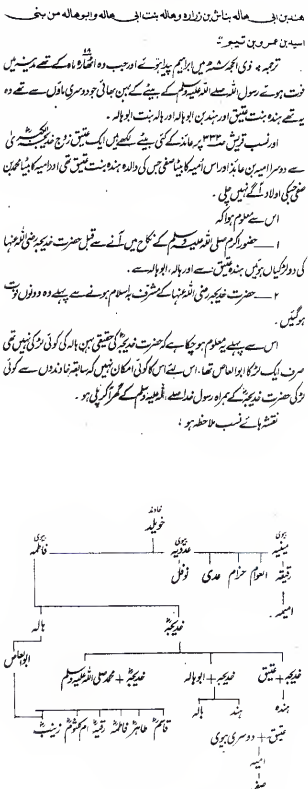
اس سے معلوم ہوا کہ

۱۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے نکاح میں آنے سے قبل حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کی دو لڑکیاں ہوئیں ہندہ عتیق سے اور ہالد، ابوالاسدی سے۔

۲۔ حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کے مشرف اسلام ہونے سے پہلے وہ دونوں فوت ہو گئیں۔

اس سے پہلے یہ معلوم ہو چکا ہے کہ حضرت خدیجہ کی حقیقی بہن ہالد کی کوئی لڑکی نہیں تھی صرف ایک لڑکا ابوالعاص تھا۔ اس لئے اس کا کوئی امکان نہیں کہ سابقہ فائدوں سے کوئی لڑکی حضرت خدیجہ کے ہمراہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے گھر آگئی ہو۔

نقشہ ہائے نسب ملاحظہ ہو:



باب دوم

تعداد بنات رسول ﷺ

يَا أَيُّهَا النَّبِيُّ قُلْ لِّزَوَاجِكَ وَبَنَاتِكَ وَنِسَاءِ الْمُؤْمِنِينَ يُدْرِكُنَّ

مِنْ جَدَلٍ هَبْنِهِنَّ

- ۱۔ لفظ بنات جمع قنوت ہے جس میں ٹوٹیک تعداد آسکتی ہے ملاحظہ فرمائیے۔
- ۲۔ نزول آیت کے وقت حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی جوان بالند بیٹیاں تھیں جنہیں پردہ کا حکم دیا گیا ان دونوں امور کی تائید کر کے حقائق کو مسخ کرنے کی کوشش کی جاتی ہے۔ اس لئے اس کی وضاحت ضروری ہے۔

(۱) لفظ بنات جمع کا صیغہ معصن تعلیم کے لئے ہے مراد صرف ایک بیٹی حضرت فاطمہؑ ہے۔
 الجواب : آیت میں احکام تکفیر بیان ہو رہے ہیں عورتوں کو پردہ کا حکم دیا گیا ہے۔ یہ مقام مرجع و شمار نہیں ہے ہاں کوئی قرینہ موجود ہو تو مراد بیٹی جاسکتی ہے مگر یہاں کوئی قرینہ موجود نہیں۔
 (۲) نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی فراموشیوں یعنی حضرت فاطمہؑ الزہراءؑ کی بیٹیوں کی وجہ سے جمع کا صیغہ استعمال ہوا۔

الجواب : نزول آیت کے وقت کوئی جوان بالند نواسی موجود نہیں تھی۔ یہ تکفیری خطاب ہے غیر مکلف غائب نہیں ہو سکتا۔

(۳) لفظ ابن اور بنت اور اس کی جمع بنات بیٹی، نواسی وغیرہ سب پر بولا جاتا ہے۔

ہاں اگر لفظ ولد ہو تو صرف حقیقی بیٹیاں مراد ہوتیں۔

الجواب : حصہ اول کا جواب اوپر دے کے تحت آپکا ہے رہا لفظ ولد تو یہ حقیقی بیٹیوں کے لئے نہیں بولا جاتا۔ قرآن مجید میں متبنیہ اوعالیٰ بیٹیوں پر بھی لفظ بولا گیا ہے۔ کما قال اللہ تعالیٰ : وَقَالَ الَّذِي اشْتَرَاهُ مِنْ مِصْرَ لَا مِرَّةٍ وَهُوَ غَاسِقٌ إِسْحَاقُ أَنْ يَتَمَشَّقَهُ وَلَدًا ۚ اور وَقَالَتِ الْفِرْعَوْنُ قُرَّةُ عَيْنٍ لِي وَلَدًا لَا تُقَاتِلُونَهُ غَاسِقٌ أَنْ يَتَمَشَّقَهُ وَلَدًا ۚ

دونوں موقعوں پر لفظ ولد بولا گیا ہے اور مراد متبنیہ ہے۔

لہذا معلوم ہوا کہ آیت میں لفظ بنات حقیقی معنوں میں استعمال ہوا ہے اور حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی ایک سے زیادہ بیٹیاں تھیں۔

اب دیکھنا یہ ہے کہ کتنی تھیں ؟

۱۔ آیت میں لفظ بنات ہے جو جمع قنوت ہے اس لئے آیت سے ضافہ ظاہر ہے کہ تین سے زیادہ بیٹیاں تھیں۔

۲۔ اصول کافی مع شرح صانی باب التاریخ ۱ : ۱۴۶۔ "تزوج خدیجہ وهو

بضع وعشرين سنة فولد له منها قبل مبعثه القاسم ورقية وزينب وام كلثوم

ولده له بعد المبعث الطيب والطاهر والفاطمة ۛ

ترجمہ : جب حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی عمر بیس برس سے کچھ اوپر تھی حضرت خدیجہؑ

سے نکاح ہوا اور بعثت سے قبل خدیجہ کے بطن سے آپ کے لڑکے قائم اور لڑکیاں رقیہؑ

زینبؑ اور ام کلثومؑ پیدا ہوئیں۔ اور بعثت کے بعد طیبؑ ظاہر اور فاطمہؑ پیدا ہوئے۔

شارح نے اس کا ترجمہ یہ کیا ہے :

پس زادہ شد برائے او از خدیجہ پیش از رسالت او قائم و رقیہ و زینب و

ام کلثوم و زادہ شد برائے او بعد رسالت او طیب و ظاہر و فاطمہ ۛ

احول کافی کے بیان سے معلوم ہوا کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی چار بیٹیاں تھیں جو حضرت

خدیجہ رضی اللہ عنہا کے بطن سے ہوئیں۔

۳۔ تذکرۃ المصومین ص ۶ : "تزوج خدیجہ وهو ابن بضع وعشرين سنة

فولدت له قبل مبعثه رقيه وام كلثوم وزينب ۛ

ترجمہ : جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی عمر بیس برس سے کچھ زائد تھی حضرت خدیجہؑ سے نکاح

ہوا اور بعثت سے پہلے حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کے تین بیٹیاں رقیہؑ ام کلثومؑ اور زینبؑ پیدا ہوئیں۔

۴۔ حیات القلوب ۱ : ۹۹، از ملا باقر مجلسی :

توبند معتبر منقول است کہ سیدمان بن خالد بحضرت صادق عرض کرد کہ فلاںے

تو شوم مردم گویند کہ آدم و خنصر خود را بر پسران خود تزویج کرد و فرمود کہ بے مردم چنیں

می گویند لیکن لے سیمان گرفتہ اندی کہ رسول خدا فرمود کہ اگر میدستم کہ آدم و خنصرش

و پسرش نکاح کرده ہر آمیزہ من زینب را بستم می کردم و دین آدم را ترک نمی کردم :

ترجمہ : معتبر سند کے ساتھ نقل ہے کہ سیمان بن خالد نے امام جعفر صادق سے کہا کہ لوگ

کہتے ہیں کہ حضرت آدم نے اپنی لڑکیوں کے نکاح اپنے بیٹوں کے ساتھ کئے فرمایا ہاں توگ ایسا

بی کہتے ہیں مگر سیمان مجھے علم نہیں کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اگر میں جانتا کہ حضرت

آدم علیہ السلام نے اپنی بیٹی کا نکاح اپنے بیٹے سے کیا تو میں زینب کا قادم سے کرتا اور دین آدم

کو ترک نہ کرتا۔

اس روایت سے معلوم ہوا کہ زینبؑ حضرت قائم ابن رسول اللہ کی حقیقی بہن تھی۔

یقول رسول ہے اور بیان کرنے والے امام جعفر صادق ہیں۔

۵۔ استبصار ۱ : ۲۳۵ : "فقال ابو عبد الله عليه السلام وان زينب بنت

النبي صلى الله عليه وسلم نوفيت وان فاطمه عليها السلام خرجت في نساءها

فصلت مطلقا اختها ۛ

ترجمہ : امام جعفر صادق نے فرمایا کہ زینب بنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فوت ہوئی

تو حضرت فاطمہؑ عورتوں کے ساتھ گھر سے نکلیں اور اپنی بہن کا جنازہ پڑھا۔

امام جعفر صادق نے اس روایت میں حضرت زینبؑ کو

(۱) رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی حقیقی بیٹی فرمایا۔

(۲) حضرت زینبؑ کو حضرت فاطمہؑ کی حقیقی بہن فرمایا۔

(۳) حضرت فاطمہؑ کا اپنی بہن کے جنازہ کے لئے گھر سے نکلنا ذکر کیا۔

۶۔ نصاب شیخ صدوق ۲ : ۱۶۴ : عن ابی عبد الله عليه السلام قال

ولد رسولی من خدیجہ القاسم والطاهر وعبد الله وام كلثوم ورقية وزينب وفاطمة

وتزوج ابوالعاص بن الربیع وهو رجل من بنی امیة زينب، تزوج عثمان بن عفان

ام كلثوم فانت ولم يدخل بها فلما ساروا الى بدر زوجہ رسول الله رقية ثم قال رسول الله

صلى الله عليه وسلم يا حمير فان الله تبارك وتعالى وبارك في النور والولود ان خدیجة رجھا الله

ولدت منی طاهرا وهو عبد الله وهو الطاهر وولدت منی القاسم وفاطمة ورقية

وام كلثوم وزينب ۛ

ترجمہ : امام جعفر سے روایت ہے کہ وہ فرماتے ہیں کہ حضرت خدیجہؑ سے حضور اکرم صلی اللہ

علیہ وسلم کے دو بیٹے قائم اور ظاہر اور چار بیٹیاں رقیہؑ ام کلثومؑ زینبؑ اور فاطمہؑ پیدا ہوئیں۔ فاطمہؑ

کا نکاح علی بن ابی طالب سے ہوا زینبؑ کا نکاح ابوالعاص بن ربیعؑ بنی امیہ سے ہوا۔ ام کلثومؑ کا نکاح

حضرت عثمان بن عفان سے ہوا برخصتی سے پہلے وہ فوت ہو گئی پھر حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے

رقیہؑ کا نکاح عثمان سے کر دیا جب بدر کی طرف جانے لگے پھر حضور نے فرمایا اے میرا : اعاشہؑ

اللہ نے اس عورت میں برکت رکھی ہے جو بچوں سے محبت کرتی ہے اور خدیجہؑ اللہ اس پر رحم

کرے اس سے میرے بیٹے ظاہر اور قائم اور میری بیٹیاں فاطمہؑ رقیہؑ ام کلثومؑ اور زینبؑ پیدا ہوئیں۔

اس روایت سے معلوم ہوا کہ :

(۱) حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے خود اپنی زبان مبارک سے اپنی چار بیٹیوں کے نام حضرت

عائشہ رضی اللہ عنہا کے سامنے بیان فرمائے۔

(۲) حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ بھی فرمایا کہ میری ساری بیٹیاں حضرت خدیجہؑ

کے بطن سے تھیں۔

(۳) پھر حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کے لئے دعا فرمائی۔

(۴) امام جعفر صادق نے اس روایت کی تصدیق فرمائی۔

(۵) امام جعفر صادق نے نہ صرف چار بیٹیوں کے نام لئے بلکہ ان کے نکاح کی

تفصیل بھی بتائی۔

۷۔ حیات القلوب ۲ : ۱۸۰

"برسند معتبر از حضرت صادق روایت کردہ است کہ از برائے رسول خدا متولد

شدند ظاہر و قائم و فاطمہ و ام کلثوم و رقیہ و زینب و فاطمہ از حضرت امیر المؤمنین

تزوج نمود و تزویج کرد با ابوالعاص بن ربیعہ کہ از بنی امیہ بود زینب را و عثمان بن

عفان ام کلثوم را و عیسیٰ از آنکہ بخانہ آن رود بر دست ابی و صل شد و بعد از و

و ابن بابویہ بسند معتبر اہل روایت کردہ است کہ از ہلے رسول متولد شد
از خدیجہ قاسم و عاصم و نام عاصم بن عبدالمطلب بود و ام کلثوم و رقیہ و زینب فاطمہ حضرت
امیر المؤمنین فاطمہ تزویج نمود زینب را ابوالعاص بن جعدہ و ام کلثوم بود از بنی امیہ و
عثمان بن ام کلثوم را تزویج نمود و پیش از آنکہ بخاندان او بروی رحمت الہی وصل شد پس
بجنگ بدر رفتند حضرت رسول اکرم رقیہ را با تزویج نمود۔

مذاہب اقرہی کی بیان کردہ ان دور روایات سے ثابت ہوا،

۱) امام جعفر صادق کا ایمان ہے کہ حضرت رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی چار بیٹیاں
حضرت خدیجہ کے بطن سے ہوئیں ان کے نام زینب، ام کلثوم، رقیہ اور فاطمہ ہیں۔

۲) امام جعفر صادق نے ان کے نام ہی نہیں بتے بلکہ ان کے نکاح میں تفصیل بھی

بیان فرمائی۔

۳) مذاہب اقرہی نے ان روایات کی سند کو معتبر قرار دیا۔

۴) حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو حضرت عثمان رضی اللہ عنہ بہت محبوب تھے اس لئے
اپنی دو بیٹیاں یکے بعد دیگرے ان کے نکاح میں دے دیں۔ اگر حضور کو حضرت عثمان کے
خلوص اور ایمان کے متعلق شبہ بھی ہوتا تو ہرگز ایسا نہ کرتے اگر کوئی کج فہم یہ کہے کہ حضور نے اس کے
ماترے ایسا کیا یا تنقید کیا یا مال و دولت کے لالچ میں یہ کیا ہے ایسا شخص نہ شان رسالت
سے واقف ہے نہ اس کا رسول پر ایمان سب۔

شیخ جبرئیل و علی بن ابراہیم قتی و دیگران روایت کردہ اند..... و از ہلے اس

عثمان بود و رقیہ و فاطمہ حضرت رسول کریم کی دو بیٹیاں تھیں۔

علامہ جبرئیل اور علی بن ابراہیم قتی جو امام حسن عسکری کا شاگرد ہے دونوں اقرار کرتے ہیں
کہ رقیہ حضرت رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی بیٹی تھی اور حضرت عثمان کے نکاح میں تھی۔

۱۰ — حیات القلوب ۲ : ۸۹ پر مذاہب اقرہی نے حضرت عائشہ اور حضرت فاطمہ
کا ایک مکالمہ نقل کیا ہے جس کے بعد رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عائشہ صدیقہ
کو خطاب کر کے فرمایا۔

”پس حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم خشم شدہ و غضب بس کن ای حمیرہ اگر خدا

برکت میدہد نہ راکش و ہر پل سیار دوست دارد و بسیار فرزند آورد و خدیجہ

خدا اور رحمت کند از من ظاہر و مہر را ہم رسانید کہ او عیشہ بود و قاسم را آورد و

رقیہ و فاطمہ زینب و ام کلثوم از وہم رسید۔“

۱۱ — حیات القلوب ۲ : ۳۹۱ بدر کے قیدیوں کے ذکر کرتے ہوئے لکھا ہے۔

”تا آنکہ زینب دختر رسول کریم ابوالعاص بن ربیع بود گردن بند خود را کہ حضرت

خدیجہ با وادہ بود و ہلے فدیہ شوہر خود ابوالعاص فرستاد۔“

اس حدیث کو شیخ طبری نے اخراج کیا ہے جو معتبر علماء شیعہ سے ہے شیخ طبری اور

مذاہب اقرہی کا اقرار ہے کہ حضرت زینب رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی بیٹی تھی۔

مندرجہ بالا گیارہ اقتباسات کا خلاصہ یہ ہے کہ۔

۱ — قرآن مجید کی آیت سے ثابت ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی بیٹیاں تین

سے زیادہ تھیں۔

۲ — حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی زبان مبارک سے فرمایا کہ حضرت خدیجہ سے

میری چار بیٹیاں زینب، ام کلثوم، رقیہ اور فاطمہ پیدا ہوئیں۔

۳ — امام جعفر صادق فرماتے ہیں کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی چار بیٹیاں تھیں۔ جو

حسنت خدیجہ کے بطن سے پیدا ہوئیں۔

۴ — حضرت فاطمہ اور زینب کو امام جعفر صادق نے حقیقی بہن فرمایا اب اگر کوئی

کہے کہ رسول کی ایک بیٹی تھی تو اول قرآن کی آیت پیش کرے کہ ایک بیٹی تھی پھر رسول اللہ

کا قول پیش کرے کہ میری ایک بیٹی تھی پھر امام جعفر کا قول پیش کرے کہ حضور کی ایک بی

ٹی تھی۔ اگر ایسا نہ کر سکے اور یقیناً نہیں کر سکتا اور پھر بھی اس بات پر اصرار کرے کہ حضور کی صرف

ایک بیٹی تھی تو ایسا شخص امام جعفر صادق کا مخالف، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا مخالف اور قرآن

کا منکر ہے۔

اب ذرا شیعہ محدث سید نعمت اللہ کی زبانی کچھ تفصیل سنئے :

انوار غامبہ ۱ : ۱۲۴ ذ۔ ”فاول امرۃ تزوجھا خدیجۃ بنت خویلد و کانت قبلہ

عند عتیق بن خالد الخزومی فولدت له جاریۃ شم تزوجھا ابوہالہ الاسدی

فولدت له عند بن ابی ہالہ شم تزوجھا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

وربط ابنہا عند فاول ما حملت ولدت عبد اللہ بن محمد والصبی والطاهر

ولدت له القاسم اکبر ولده الی ان قال و انما ولدت له ابنان و اربع بنات زینب

ورقیہ و ام کلثوم و فاطمہ فاما زینب بنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

فتزوجھا ابو العاص بن الربیع فی الجاہلیۃ فولدت له جاریۃ اسمھا امامۃ

تزوجھا علی بن طالب بعد وفات فاطمہ و قتل امیر المؤمنین علیہ السلام

وعند امامۃ خلف علیہا بعدہ العیز بن نوفل بن الحارث بن عبد المطلب

ومات زینب بالمدينة سبع سنین من الهجرة و امارۃ فترزوجھا عتبۃ بن

ابی سہب قطعتھا قبل ان یدخل بها و لحقھا منہ اذی فقال اللہم

سلط علی عتبۃ کلھما منی کذلک فتناولہ الاسد من بین اصحابہ و تزوجھا

بعدہ بالمدينة عثمان بن عفان فولدت له عبد اللہ و مات صغیرا نثرہ

دیک علی عینیہ فرض فات و توفیت بالمدينة زمان بدر فتختلف عثمان علی

دفنھا ومنعہ ذلک ان شہد بدر او قد کان عثمان ہاجر الی الحبشۃ و معہ

رقیہ و امام کلثوم فتزوجھا ایضا عثمان بعد اختہا رقیہ و توفیت عندہ

الح ان قال وقد تقدم اختلاف اصحابنا فی ان رقیہ ام کلثوم هل

ہما بیتا و الحال عندنا لا یتفاوت لان عثمان فی زمن النبی صلی اللہ علیہ

وسلم کان مظہر الاسلام و کان النبی صلی اللہ علیہ وسلم یرید تالیف قلوبہم

و دخول الاسلام الیہا فکلن بلا طعنہم بانواع اللطائف من الاموال

و المناکحت و غیرہ۔“

تمبرہ پہلی عورت جس سے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے نکاح کیا خدیجہ تھی، آپ

سے پہلے خدیجہ کا نکاح عتیق سے ہوا تھا اس سے ایک لڑکی ہوئی پھر ابوہالہ اسدی سے

نکاح ہوا اور اس سے ایک لڑکا ہند ہوا پھر حضور سے نکاح ہوا اور اس کے لڑکے ہند نے حضور

کے گھر پرورش پائی۔ اس سے حضور کے لڑکے قاسم اور طاہر ہوئے۔

حضرت خدیجہ سے حضور کے دو لڑکے اور چار لڑکیاں پیدا ہوئیں۔ زینب، رقیہ

ام کلثوم اور فاطمہ۔ زینب کا نکاح ابوالعاص بن الربیع سے زمانہ جاہلیت میں ہوا۔ اس کی

بیٹی امامہ پیدا ہوئی جس سے علی بن ابی طالب نے وفات فاطمہ کے بعد نکاح کیا جب امیر المؤمنین

قتل کئے گئے امامان کے گھر میں پھر اس سے مغیرہ بن نوفل نے نکاح کیا اور زینب شہد میں مدینہ

میں فوت ہو گئی۔ رقیہ کا نکاح عتبہ بن ابی طالب سے ہوا رخصتی سے پہلے اس نے علق وی حضور کو

اس سے ایذا پہنچی تو فرمایا اللہ اس پر اپنا کوئی کتا مسلط کر! چنانچہ شیر سے کھا گیا۔

پھر رقیہ کا نکاح مدینہ میں عثمان بن عفان سے ہوا۔ اس سے ایک لڑکا عبد اللہ ہوا جسے بچپن

میں ہی مرج نے آنکھوں کے درمیان شونگ ماری وہ بیمار ہوا اور بدر کے زمانہ میں مدینہ میں فوت ہوا

عثمان اس کی تجریر و تکفین کی وجہ سے بدر کی جنگ میں شامل نہ ہو سکے اور عثمان نے بمشورہ ہجرت

کی تو رقیہ ساتھ تھی اور رقیہ کے بعد عثمان کا نکاح ام کلثوم سے ہوا وہ انھیں کے گھر فوت ہوئی۔

اس بارے میں شیعوں کے اختلاف کا ذکر پہلے ہو چکا ہے کہ کیا ام کلثوم اور رقیہ حضور کی

بیمہ تھیں یا بیٹیاں؟

جدا سے نزدیک اس میں کچھ فرق نہیں پڑتا کیونکہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں عثمان

نے اسلام کا اظہار کیا اور حضور علیہ السلام کی تالیف قلب اموال اور مناکحت سے کیا کرتے تھے۔

انوار غامبہ کی اس جہادت سے ذیل کے ائمہ ثابت ہوئے۔

۱ — حضرت خدیجہ کا پہلا نکاح عتیق بن عاند سے ہوا جس سے ایک لڑکی پیدا ہوئی ہند۔

۲ — نکاح ثانی ابوہالہ سے ہوا جس سے صرف ایک لڑکا پیدا ہوا ہند جس نے حضور کے

گھر پرورش پائی یعنی جب حضرت خدیجہ حضور کے نکاح میں آئیں تو ان کی کوئی لڑکی موجود نہ تھی،

جن کو ربیبہ بنایا جاتا صرف ایک لڑکا ہند تھا جس کی پرورش حضور کے ہاں ہوئی۔

۳ — حضور کے نکاح میں آنے کے بعد حضرت خدیجہ سے چار بیٹیوں کے پیدا ہونے

کا ذکر کیا گیا ہے زینب، ام کلثوم اور رقیہ و فاطمہ۔

بعض کہتے ہیں خدیجہ کی بہن ہالہ کی بیٹیاں تھیں ان دونوں اقوال کی تردید ادنیٰ مقبرہ روایات اور احادیث سے ہوتی ہے۔

اور حیات القلوب ۲: ۲۳۱ پر امام باقر سے برہنہ صحیح مرقوم ہے۔

و ابن ادریس یہ سند صحیح از امام باقر روایت کردہ است کہ رسول خدا دختر پردہ منافی

و امی کے ابو العاصی پسر یحییٰ و ان دیو مجھے کہ عثمان بود۔

ترجمہ: ابن ادریس نے سند صحیح کے ساتھ امام باقر سے روایت کی ہے کہ حضور نے دونوں فلول کو بیٹیاں دیں ایک ابو العاصی بن یحییٰ دوسرا عثمان۔

ابن ادریس نے امام باقر سے روایت کی ہے اس کا پہلا حصہ ایک حقیقت کا قریب ہے

دوسرا حصہ امام باقر کے ذمے ثابت ہے امام باقر سے یہ توقع نہیں ہو سکتی کہ کوئی ایسی بات

فرمائی جس سے شان رسالت کی توہین ہوتی ہو۔

باقر مجس کے قول دوم کے متعلق سید ابو العاصی کوئی کا مضحکہ خیز بیان دیکھئے:

الاستغاثہ ۱: ۸۱ - والابتان طفلتان وکان فی حدثنان بتزوج رسول اللہ

صلی اللہ علیہ وسلم بخدیجۃ بنت خویلد وکانت ہالہ اخت خدیجۃ فقیرۃ

وکانت خدیجۃ من الاغنیاء المومنین بکثرت المال فاھاھند بن ابی ہالہ فانہ

لحق بقومہ وعشیرتہ بالبادیۃ وبقیت طفلتان عند امھما ہالہ اخت خدیجۃ

فضمنت خدیجۃ اختھا ہالہ مع الطفلتین الیھا وکفلت جمیعھما وکانت ہالہ

اخت خدیجۃ ہی الرسول بن خدیجۃ وبن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فی

حال التزوج فلما تزوج رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بخدیجۃ ماتت ہالہ بعد

ذلک بعدہ بسیرۃ و خلفت طفلتین زینب ورقیہ فی حجر رسول اللہ علیہ

وسلم و حجر خدیجۃ فریبھا۔

ترجمہ: حضور اکرم سے نکاح کے وقت خدیجہ الکبریٰ کی دو خورد سالہ لڑکیاں تھیں۔ اور

ہالہ عمشیرہ خدیجہ غریب تھی اور خدیجہ مالدار تھیں۔

پس ہنہ بن ابی ہالہ اپنے قبیلہ کے ساتھ جنگ میں چلا گیا اور یہ خورد سالہ لڑکیاں اپنی ماں

کے پاس رہ گئیں جو ہالہ بنت خویلد عمشیرہ خدیجہ تھی خدیجہ نے اپنی بہن ہالہ اور اس کی دونوں بھویں

کو اپنے گھر رکھ لیا اور ان کی کفالت کرنے لگی۔ خدیجہ کے ساتھ حضور کے نکاح میں بھی ہالہ دیکل

تھی جب حضور کا خدیجہ سے نکاح ہو گیا۔ تو کچھ عرصہ بعد ہالہ مر گئی اور یہ دونوں لڑکیاں زینب اور

رقیہ حضور کے گھر خدیجہ کے پاس پرورش پاتی رہیں۔

استغاثہ کی عبارت سے معلوم ہوتا ہے کہ کوئی ناول نگار کسی مخصوص مقصد کی بنا پر

اپنے ذہن میں ناول کا ڈھانچہ تیار کر چکے ہیں اب اس کے لئے اپنی پسند کے معائنہ کو درپیش

کر رہے ہیں کہ شتر جس سے بھی چاہے جوڑ دے۔ کہیں کی اینٹ کہیں کا روڑا۔ بھان بٹی

نے کنبہ جوڑا۔

بہر حال اس میں ایک مضحکہ خیز بات یہ ہے کہ صاحب استغاثہ نے زینب کو ہالہ

کی بیٹی قرار دیا ہے اور حیات القلوب ۲: ۲۹۳ پر مرقوم ہے وہیں جماعت اموال

ابو العاصی ابن اربعہ را کہ سپر خواہر خدیجہ و شوہر زینب بود۔

ان دونوں علماء کے بیان کو جمع کیا جائے تو قیہ یہ نکلا کہ ابو العاصی کا نکاح اپنی حقیقی

بہن سے ہوا صاحب استغاثہ کی تحقیق کی داد دینی چاہیے۔ انھیں اپنی تحقیق پر اتنا مان ہے کہ

وہ کہتے ہیں کہ علماء تو علم انساب سے جا ملے ہیں کہتے ہیں۔

و جاد لوف اشد جھالۃ فی انھم من خدیجۃ اعم من ولد خدیجۃ

فاعلمتھم ان ذلک جھل منھم بنسبھم۔

سید ابو العاصی نے اپنے علم کے اندر سے حقیقی بہن بھائی کو شوہر زوی بنادیا اور عمار کو اپنی

جہالت کی بنا پر یہ جہت نہ ہو سکی واقعی ہر مرنے و برکاتے۔

پہلے باب میں معتبر حوالوں سے تفصیل دی جا چکی ہے کہ:-

۱۔ حضرت خدیجہ کی حقیقی بہن صرف ہالہ تھی، اور ہالہ کا صرف ایک لڑکا ابو العاصی تھا۔

۲۔ دوسری بہن جس کی ماں دوسری تھی اس کا نام رقیہ تھا۔

۳۔ رقیہ کی صرف ایک لڑکی تھی جس کا نام امیمہ تھا۔

اب زینب ام مکتوم اور رقیہ کو ہمیشہ ثابت کرنے کے لئے ان کی کوئی تیسری بہن

تلاش کرنی پڑے گی۔ اور ان تین خواتین کو اس کی بیٹیاں بنا کر حضرت خدیجہ کے ہمراہ حضور اکرم

صلی اللہ علیہ وسلم کے گھر کو ثابت کرنا پڑے گا۔ تاریخ اس معاملے میں ساتھ نہیں دیتی۔ اس کا

تواضعان ہے کہ حضرت خدیجہ کی ایک حقیقی بہن اور ایک ماں کی طرف سے سوتیلی اور ان

دونوں کے ماں اس نام کی کوئی لڑکی پیدا ہی نہیں ہوئی۔

پس افسانہ نگاری اور ناول نویسی کا سہارا لینا پڑے گا۔ اس کا ایک نمونہ ملاحظہ ہو،

حیات القلوب ۲: ۲۸۸ سید مرتضیٰ اور شیخ موسیٰ نے روایت کیا ہے۔

”پہلے آپ حضرت خدیجہ را تزویج نمود اور باکرہ بود و بعد شوہر دیگر پیش آنحضرت

نیامدہ بود۔“

مذکور کتاب ہے کہ: ”قول اول اشہر است۔“

قول اول وہی ہے جو متعدد روایات میں پہلے ذکر ہو چکا ہے کہ حضرت خدیجہ کے

پہلے خاندان حقیقی بن مائدہ اور ابو ہالہ تھے۔

ان علمائے کرام کے مختلف بیانات کو جمع کرنے سے انسان ایسی قہر پر پہنچتا ہے کہ

ان حضرات نے واقعی تاریخ کو ناول اور افسانہ بنایا مثلاً،

۱۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے نکاح میں آنے سے پہلے حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا

کا نکاح قتیب بن مائدہ مخزومی سے اور چچ ابو ہالہ سے ہوا۔ (حیات القلوب ۱: ۱۹۱)

۲۔ حضرت خدیجہ سے حضور اکرم کی چار بیٹیاں تھیں زینب، رقیہ، ام مکتوم و فاطمہ۔

(احول کافی ۱: ۱۳۷) (احضال شیخ صدوق ۲: ۱۹۷) (حیات القلوب ۲: ۷۱۸)

۳۔ حضرت خدیجہ کی حقیقی بہن صرف ہالہ تھی اس کا ایک ہی لڑکا تھا جس کا نام

ابو العاصی تھا۔ (نسب قریش: ۲۲۹)

۴۔ حضرت خدیجہ کی سوتیلی بہن صرف رقیہ تھی جس کی بیٹی امیمہ تھی۔ (نسب قریش: ۳۹)

۵۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی بیٹی زینب کا نکاح ہالہ کے بیٹے ابو العاصی

سے ہوا۔ (شیخ صدوق ۲: ۱۹۷)

۶۔ حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کے ہاں قتیب سے ایک بیٹی ہوئی (ہندہ)

(انوار النہایہ ۱: ۱۳۳)

۷۔ حضرت خدیجہ کے ہاں ابو ہالہ سے صرف ایک لڑکا ہند پیدا ہوا۔

(انوار النہایہ ۱: ۱۳۳)

۸۔ اس میں ہمارے شیعہ علماء کو اختلاف ہے کہ زینب، رقیہ، ام مکتوم حضور اکرم

صلی اللہ علیہ وسلم کی بیٹیاں تھیں یا برعکس تھیں۔ (انوار النہایہ ۱: ۱۳۳)

۹۔ رقیہ اور ام مکتوم ہالہ کی بیٹیاں تھیں۔ (حیات القلوب ۲: ۷۱۸)

۱۰۔ زینب اور رقیہ ہالہ کی بیٹیاں تھیں۔ اور حضور کی برہمہ۔ (الاستغاثہ ۱: ۸۱)

۱۱۔ ابو ہالہ کا بیٹا ابو العاصی ہالہ کا شوہر تھا۔ (حیات القلوب ۲: ۲۹۳)

۱۲۔ جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا نکاح حضرت خدیجہ سے ہوا تو وہ کنواری تھیں۔

(حیات القلوب ۲: ۷۲۸)

ان متضاد بیانات کو پڑھ کر کون کہہ سکتا ہے کہ یہ تاریخی واقعات ہیں یا یہ مندر کہا

جا سکتا ہے کہ ناول نویسی ہے جب چاہا جس کو دار کو چاہیے چاہا بدل دیا۔

بنات رسول کو برہمہ کہنا تاریخی اعتبار سے اور علم انساب کے لحاظ سے بالکل غلط ثابت

ہو گیا اب رہائے کو بنات کہنا قرآنی اعتبار سے غلط ہونا ملاحظہ کیجئے!

انوار النہایہ ۱: ۱۲۵۔ ”فزیذ بن حارثہ وکان خدیجۃ اشتراہا لھا حکیم

بن حزام ہار بعمانۃ درہم فوہبتہ لرسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فامتنقہ وزوجہ

ام ایمن فولدت لہ اسماء فخبناہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فکان یدعی

زید بن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حتی ازل اللہ تعالیٰ ادموہم لاناہم۔“

ترجمہ: زید بن حارثہ حضرت خدیجہ کے غلام تھے حکیم بن حزام نے انھیں خدیجہ کے

لئے چار سو درہم میں خرید لیا تھا۔ حضرت خدیجہ نے یہ حضور اکرم کو ہبہ کر دیا۔ حضور اکرم نے انھیں آزاد

کر دیا ام ایمن سے نکاح کر دیا ان سے اسماء پیدا ہوئے۔ ان کو حضور اکرم نے متبنی بنالیا۔ ان کو

زید بن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بلایا جاتا ہے یہاں تک کہ یہ آیت نازل ہوئی۔

”اذ منوہم لابناہم۔“

یہی بیان تفسیر حسن عسکری ص ۲ پر بھی موجود ہے۔

فترکوا ذلک وجعلوا یقولون زید۔ خود رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے معلوم ہوا

کہ اس آیت کے نازل ہونے کے بعد رہائے کو بنات کہنا یا متبنی کر لینے والد کے بغیر کسی دوسرے کی

طرف نسبت کر کے مذناہ حرام ہو گیا اور ترک کر دیا۔

برہمہ کا معاملہ تاریخی اور قرآنی برد و اعتبار سے غلط ثابت ہو گیا اور علماء شیعہ کے بیانات

سے واضح ہو گیا کہ حضور کی چار بیٹیاں تھیں زینب، ام مکتوم، رقیہ، فاطمہ۔

شیعہ مذہب کی حدیث کی چوٹی کی کتاب کافی ہے جس کے مصنف محمد یعقوب کھنئی ہیں

جن کو محمد اسلام اور ثقہ الاسلام کے لقب سے معتب کرتے ہیں یہ کتاب ان کے بقول

عام ہدی کے منقول شدہ اور تصدیق شدہ ہے۔ کافی میں ثقہ الاسلام نے جربان کیا ہے وہ منقول ہوا

ہے یہ صاحب علی بن ابراہیم قمی کا شاگرد ہے۔ یہ امام حسن عسکری کا شاگرد ہے۔

تو صاحب کافی کی رائے دلائل امام حسن عسکری کی رائے ہوتی تو کافی میں بیان ہو چکا

ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی حضرت خدیجہ سے چار بیٹیاں تھیں۔

حوالہ گند چکے۔

باب سوم

بنات رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے نکاح کے متعلق چند غلط فہمیاں اور ان کا ازالہ

۱۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی بیٹیوں کے نکاح کے وقت اس امر کا کوئی خیال نہ کیا کہ اپنی بیٹیاں مسلمانوں یا کافروں یا منافقوں کے نکاح میں دے دی جائیں اس لئے عقبہ عقیبہ پسران ابولہب اور ابوالعاس بن البریس اور حضرت عثمان بن عفان کو بیٹیاں دے دیں۔

۲۔ یہ بات کوئی انوکھی نہیں کیونکہ فرعون کے گھر آسیہ مسلمان اور حضرت نوح اور حضرت لوط کی بیویاں کافرت تھیں۔

مخالفین کی طرف سے یہ غلط فہمیاں پیدا ہو سکتی ہیں یا پیدا کی جاسکتی ہیں اس لئے ان کا ازالہ ضروری ہے۔

(۱) حیات القلوب ۲: ۷۱۸، ۷۱۹

ازاں باشد کہ حق تعالیٰ حرام گرداند دخترانِ داوان بکافران باخلاق مخافان حضرت زینب را ابوالعاس تزویج نمود و کہ مقتے کہ او کافر بود و ہم چنین رقیہ وام مکتوم بنابر مسلمان مخالفان عقبہ عقیبہ کہ پسران ابولہب بودند و کافر بودند تزویج نمود و بود۔

دوسری جگہ: و مشہور است کہ دخترانِ آنحضرت چہار نفر بودند و ہر از حضرت خدیجہ بوجود آمدند اول زینب و حضرت عائشہ از بخت و حرام شلن دختر بکافران داوان او را بانی العاس بن البریس تزویج نمود۔

ترجمہ: پیشتر اس کے کہ کافروں کو لڑکی کا رشتہ دینا حرام قرار دیا گیا مگر میں حضرت نے

زینب کا نکاح ابوالعاس بن البریس سے کیا جبکہ وہ کافر مشہور تھا۔ اور رقیہ وام مکتوم کا نکاح ابولہب

کے بیٹوں سے کیا جبکہ کافروں سے لڑکی لینا دینا حرام نہیں کیا گیا تھا۔

مشہور مذہبی یہ ہے کہ آنحضرت کی چار بیٹیاں تھیں اور چاروں حضرت خدیجہ کے بطن سے تھیں۔ اول زینب جس کا نکاح حضور نے ابوالعاس سے اس وقت کیا جب کافر کو لڑکی دینا

حرام قرار نہیں دیا گیا تھا۔

معلوم ہوا کہ حضرت اللہ علیہ وسلم نے عقبہ اور عقیبہ سے اپنی بیٹیوں کا نکاح اس وقت کیا جب کافروں کی بیٹی کا رشتہ دینے کی ممانعت کا حکم نازل ہی نہیں ہوا تھا اور حکم کا سوال ہی پیدا نہیں

ہوتا کیونکہ حضور کی بعثت اور نزول وحی کا سلسلہ شروع ہونے سے پہلے یہ نکاح ہوئے اور حلال حرام کی تمیزیں تو نزول وحی کی وجہ سے ہوئی پھر عقبہ اور عقیبہ سے جدائی بھی ہو گئی۔ رہا ابوالعاس اور حضرت

عثمان کا سوال تو حضرت زینب شہ سے فوت ہوئیں۔ اسی طرح ام مکتوم بھی شہ میں فوت ہوئیں۔ ابدالے وحی سے شہ تک طویل عرصہ تک اپنے خاوندوں کے نکاح میں رہیں۔ اگر

یہ دونوں کافریاں منافق تھے تو یہ دیکھنا پڑے گا کہ قرآن مجید نے حکم دیا۔

۱۔ وَلَا تَنْكُحُوا الْمُشْرِكِينَ حَتَّىٰ يُؤْمِنُوا ۖ

۲۔ وَلَا تَنْكُحُوا الْمُشْرِكَ حَتَّىٰ يُؤْمِنُوا ۖ

۳۔ فَلَا تَرْجِعُوا مَنِ إِلَى الْكُفَّارِ لَعَنَ جُلُ لَّهُمْ وَلَا هُمْ يُحْلُونَ لَہُنَّ ۖ

۴۔ وَلَا تَسْكُنُوا بِعَصَمِ الْكُفَّارِ ۖ

یہ چار احکام جسے واضح ہیں کہ مسلمان عورت مشرک کے نکاح میں مت دو! یہ حلال نہیں کہ مسلمان عورت کافر کے نکاح میں ہے۔

کیا نبی کریم نے ان احکام کا مفہوم نہیں سمجھا؟ اگر سمجھا تو ان پر عمل کیوں نہ کیا؟ کیا نبی

اللہ کے کسی حکم کی نافرمانی کر سکتا ہے؟ کیا یہ شان نبوت کے منافی نہیں؟ اگر ابوالعاس اور حضرت

عثمان کافر تھے تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی بیٹیاں ان کے ہاں کیوں رہنے دیں؟ اللہ کے

حکم کی تعمیل کیوں نہ کی؟

اس الجھن کا حل صرف یہ ہے کہ۔

۱۔ یہ تسلیم کرو کہ ابوالعاس اور عثمان مسلمان تھے اور بچے مسلمان تھے۔

۲۔ یا یہ تسلیم کرو! کہ نبی اللہ کا نبی ہوتا ہے۔

اگر پہلی بات تسلیم نہ کی جائے تو اس کا لازمی نتیجہ یہ ہے کہ آدمی دوسری بات کو صحیح

تسلیم کرتا ہے پھر اس کا اسلام سے تعلق کیا رہ جاتا ہے؟

اب ایک الجھن اور باقی رہ جاتی ہے کہ یہ کافر نہیں تھے بلکہ منافق تھے یعنی ان کے

دلوں میں کفر تھا اور زبان پر اسلام اور ایمان کا اقرار اس غلط فہمی کو دودھ کرنے کے لئے چند حقائق

قابل غور ہیں۔

۱۔ کیا نکاح و طلاق کا تعلق دین سے ہے یا نہیں؟

اس کا جواب ظاہر ہے کہ کوئی مسلمان ایسا نہیں خواہ وہ کسی فرقے سے تعلق رکھتا ہو جو

اسے دین کا حصہ نہ سمجھتا ہو۔

۲۔ نکاح اور طلاق جب دین ہی کا حصہ ہے اور دین میں حلال و حرام کی تمیز نہ ہے

تو دین میں فساد ہی فساد ہے، دین کہاں رہ جاتا ہے۔

۳۔ کیا دین کے تعلق کوئی بات نبی اپنی خواہش سے کرتا ہے یا خدا حکم سے؟

جواب ظاہر ہے کہ وَمَا يَنْطِقُ عَنِ الْهَوَىٰ ۚ اِنْ هُوَ اِلَّا وَحْيٌ يُوحَىٰ۔

۴۔ نکاح و طلاق دین کا حصہ ہے نبی دین میں ہر بات خدا کے حکم سے کرتا ہے تو نبی

نے اپنی بیٹیوں کے نکاح خدا کے حکم سے کئے۔

تفسیر مغربی ص ۲۷۲۔ ۲۔ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنَّ اللَّهَ اَجَلَ

تَزْوِجِ وَازْدَاجِ الْاَهْلِ الْجَنَّةِ ۖ

ترجمہ: اور اللہ تعالیٰ کو قطعی طور پر ناپسند ہے میں جنتیوں کے بغیر کسی سے نکاح کر دوں

یا نکاح کر کے دوں۔

اور شرح فقہ اکبر ص ۱۳۲۔ ۲۔ اِنَّهُ عَلَيْهِ الصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ قَالَ لَنَا (عثمان) وَالَّذِي

نَفْسِي بِيَدِهِ لَوَانِ عِنْدِي مِائَةُ بَنَاتٍ يَمْتَنُّنَ وَاحِدَةً بَعْدَ وَاحِدَةٍ زَوْجَكَ

اٰخِرُ ۚ هَذَا جِبْرَائِيلُ اَخْبَرَنِي اَنَّ اللَّهَ يَأْمُرُنِي اَنْ اَزْوِجَكُمَا ۖ

ترجمہ: حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عثمان سے فرمایا اس ذات کی قسم!

جس کے قبضے میں میری جان ہے اگر میری ایک سو بیٹی ہوتی تو میں ایک کی موت کے بعد

دو۔ تیرے نکاح میں دے دیتا۔ یہ جبرائیل میں انھوں نے مجھے خبر دی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے

مجھے اسی من حکم دیا ہے۔

یہ بات اس وقت ہوئی جب حضرت رقیہ کی وفات کے بعد حضرت عثمان رضی اللہ عنہ

نے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے ام مکتوم کا رشتہ پوچھا تھا۔ یہ بات واضح ہو گئی کہ نبی جہاں سے

رشتہ لیتا ہے اور جہاں رشتہ دیتا ہے وہ بذریعہ وحی حکم خدا دیتا ہے۔

اصولی طور پر یہ ایک مسلمہ حقیقت ہے کہ دین کی ہر بات نبی خدا کے حکم سے بتاتا ہے

حضرت عثمان سے نکاح کے مسئلے میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے خود اپنی زبان مبارک سے

رشتہ بھی فرمایا اور اللہ کے حکم کی تعمیل میں حضرت عثمان سے اپنی بیٹی کا نکاح کر دیا۔

اب سوچنے کی بات یہ ہے کہ معاذ اللہ اگر حضرت عثمان منافق تھے تو ہر

۱۔ کیا عیسیٰ بذات الصدور اور عالم الغیب خدا کو علم نہیں تھا کہ عثمان کے دل میں کھوسے

اور نفاق ہے۔

۲۔ اگر علم تھا تو اپنے نبی کو حکم کیوں دیا؟ اگر نبی کریم از خود کرنے لگتا تو منع کیوں نہ کیا؟ جبریل

کو بھیج کر نکاح کرنے کا حکم دینے کی بجائے نکاح سے منع کرنے کا حکم دینا چاہیے تھا۔

۳۔ اگر خدا کو عثمان کے نفاق کا علم نہیں تھا تو ایسے بے خبر نذر ایمان لانے کی ضرورت کیا

ہے معلوم ہوا کہ عیسیٰ بذات الصدور اور عالم الغیب خدا کو علم تھا کہ عثمان کامل الایمان اور سچا

مسلمان ہے اس لئے اپنے نبی کو حکم دیا کہ اپنی بیٹی کا نکاح عثمان سے کر دو۔ اور نبی صلی اللہ

علیہ وسلم کی عبودیت کا اندازہ کیجئے کہ فرماتے ہیں: میری سو بیٹی ہوتی تو عثمان کے نکاح میں

دیتا جاتا، اگر پہلی زندہ نہ رہتی۔

اللہ تعالیٰ کے متعلق یہ بات بعید از عقل ہے کہ ایک طرف اپنے نبی کو حکم دے کہ:

يَا أَيُّهَا النَّبِيُّ جَاهِدِ الْكُفْرَ وَالْمُنَافِقِينَ وَاغْلُظْ عَلَيْهِمْ ۚ ۖ اور دوسری طرف حکم دے

منافق کو ایک جہتی تو دنی تھی اب دوسری بھی دو۔ اور رسول کریم کے متعلق یہ امر بھی بعید از عقل ہے

کہ اللہ کے حکم کی مطلق پرواہ نہ کریں وہ جس سے جنگ کرنے کا حکم دے وہ اُسے بیٹیاں

دینے لگیں قابل کے لئے ایک خیر ملاحظہ ہو۔

۱۔ وَارْضَيْنَاهُ ۖ ۲۴۲۔ ۲۔ فَلَا تَزَوِّجُ فَلَا تَزَوِّجُوهُ اِنْ مَرَضَ فَلَا تَعْوَدُوهُ ۖ

ترجمہ: اگر کوئی ابے نماز مسلمانوں سے رشتہ مانگے تو اسے رشتہ نہ دو۔ اگر وہ بیمار پڑ

ہے تو اس کی بیمار پرستی نہ کرو۔

مسلمانوں کو حکم دیا جا رہا ہے کہ بے نماز کو رشتہ مست دو، یہ حرام ہے اور بے نماز بہت برا گنہگار ہے۔ چنانچہ سون تو بے گنہگار ہو کر رہ جاتا ہے کہ منافق کو بیٹی سے دو۔ پس معلوم ہوا کہ خدا بے خبر ہے نہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم اس کے نافرمان ہیں نہ عثمان منافق ہیں بلکہ حق

نہن شناس نہ دیر خطا یا نجاست

دعا فرعون اور آسیہ کا معاملہ، تو اس میں چند امور قابل غور ہیں،

۱۔ جب ساحرین فرعون کو حضرت موسیٰ کے مقابلے میں شکست ہوئی تو فرعون ایمان سے

آئے۔ آسیہ نے شکست ساحرین کے بعد ایمان کا اظہار کیا وہ بھی خوری طور پر ایمان لائی۔

۲۔ آسیہ کا ایمان اجمالی تھا کیونکہ توریت تو فرق فرعون کے بعد نازل ہوئی

۳۔ آسیہ نے جب ایمان کا اعلان کیا تو فرعون نے اسے قتل کر دیا۔

۴۔ موسیٰ شریعت اور حق محمدی شریعت اور ہے۔

لہذا اس سلسلے میں فرعون اور آسیہ کو تغیر بنانا محض تکلف ہے چاہے زوجہ فواح اور

زوجہ کوٹ کے متعلق ڈاکٹر قابل توجہ ہیں،

۱۔ اُن کی شریعت جہاد تھی۔

۲۔ ان کی بیویاں قوم کے ساتھ چک ہو گئیں۔

لہذا ان کو تغیر بنانا بے محل اور بے مبنی ہے حضرت نوٹ کے متعلق مفسرین نے وضاحت

کی ہے: "قال يقوم هؤلاء بنافق من اظهركم مكان في امته يجوز تزوج الكافر

بالمسلمة فان تزوج المسلمات من الكفار كان جائزا" - وقال جهاهد وسعيد بن

جبیر اراد نساء قومهم و اضافهن الى نفسه لان كل بنى ابوامته من حيث الشفاعة

والقرية وهذا القول اولی لان اقدام الانسان على عرض بناته على الاوباش

والفجار مستبعد لا يليق لاهل العروة فكيف بالانبياء وايضا بناته لا تكفي

الجمع العظيم اما بنات امته ففیهن كفايته لكل" (تفسیر محل)

ترجمہ: یہ میری لڑکیاں ہیں تمہارے لئے پاکیزہ ہیں اور حضرت لوط علیہ السلام

کی شریعت میں کفار کا نکاح مسلمانوں سے جائز تھا اور مجاہد اور سعید بن جبیر کہتے ہیں

کہ اس لفظ سے حضرت لوط علیہ السلام کی مراد اپنی قوم کی لڑکیاں تھیں اپنی طرف اس

بے نسبت کی کہ نبی اپنی قوم کے لئے باعتبار شفقت اور تربیت کے بمنزلہ باپ چاہے

اور یہ قول افضل ہے کیونکہ کوئی انسان گوارا نہیں کر سکتا کہ اپنی بیٹی کسی اوباش اور فاسق فاجر

کو دے تو حجرات اہل مروت کے ہاں میثوب ہو وہ بھلائی کو کیسے زیب دیتی ہے اور

لوط بھلا اپنی دو تین بیٹیاں ساری قوم کو کیسے پیش کر سکتے تھے۔ لہذا بنات امت ہی

مراوے۔

اس عبارت سے واضح ہے کہ:

۱۔ حضرت لوط علیہ السلام کی شریعت میں کافر اور عورتوں کا نکاح جائز تھا۔

۲۔ اس کے باوجود حضرت لوط نے اپنی بیٹیوں کے متعلق نہیں فرمایا تھا۔

۳۔ امت کی عورتیں نبی کی بیٹیاں ہی بھی جاتی ہیں۔

اس لئے حضرت عثمان کے نکاح کے سلسلے میں حضرت لوط کی تغیر بے محل اور

تکلف محض ہے۔

اب ایک جاہلانہ اعتراض بھی بیان کر دینا غیر مناسب نہ ہوگا۔

اگر کہا جائے کہ سید زادی کا نکاح غیر سید سے کیسے جائز ہے؟ رسول اللہ کی

بیٹیاں تو سید زادیاں ہوئیں۔ اس کے جواب میں کہہ دینا کافی ہے کہ سید کا اطلاق حضرت

حنین کی اولاد پر کیا جاتا ہے گو یہ کوئی تحقیقی مسئلہ نہیں پھر اگر بے درست تسلیم کیا جائے

تو حضرت علی کو سید کیسے کہیں گے؟ (حیات القلوب ۱۲: ۲۵)

۲۔ اکثر گویند کہ بنا بر احتمالات کہ مذکور شدہ امیر المومنین علیہ السلام

داخل عترت نباشد۔ جواب میگویم کہ عترت مخصوص باولاد آدمی نہ

شیعی گویند کہ حضرت امیر المومنین ہر چند کہ ظاہر لفظ عترت آں حضرت

را شامل نیست اما پدر عترت است و مہتر

ترجمہ: اور اکثر لوگ کہتے ہیں کہ مذکور شدہ احتمالات کی وجہ سے امیر المومنین عترت

یعنی اہل بیت یعنی سادات میں داخل نہیں ہیں جواب میں کہتا ہوں کہ اگر کوئی شخص سادات

کو امیر المومنین کی اولاد کے ساتھ مخصوص کرتا ہے تو شیعہ کہتے ہیں کہ اگرچہ امیر المومنین کو ظاہر

لفظ کے اعتبار سے سادات میں شمار نہیں کیا جاسکتا لیکن وہ سادات کے والد ہیں اور

ان سے بہتر ہیں۔

بات صاف ہو گئی کہ حضرت علی درحقیقت سید نہیں اور یہ بھی ثابت ہوا کہ

غیر سید سیدوں سے افضل ہے لہذا اس کو بیٹی دینا بھی افضل ٹھہرا اگر خود حضرت علی

سید ہیں تو ان کے تمام بھائی اور ان کی اولاد پر سید کے لفظ کا اطلاق درست ہے۔

ان کو سید کیوں نہ کہا جائے اور

انوار فاضلہ ۱: ۱۲۵ "۴ اما اولادہ فہم سبعة مشرون ولدا ذکر

وانتخا" حضرت علی کی اولاد ستائیس روئے لڑکیاں ہیں (انتھارہ روئے کے اور

لڑکیاں)۔

اگر حضرت علی رضی اللہ عنہ کو سید کہا جائے تو ان کے بچوں کو سید زادے اور

سید زادیاں کیوں نہ کہا جائے صرف حنین اور ان کی اولاد کو ہی سید کیوں نہ کہا جائے۔

آخر میں حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے متعلق حضرت علی المرتضیٰ کی رائے کا ذکر کر

دیتا ہوں:

نہج البلاغہ ۱: ۳۷۳ "قلت من صہرہ عالم ینالا" (لئے عثمان) تو

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے رشتہ دامادی کی وجہ سے اس بندی مرتبہ کو سچا جہاں

مدین و فاروق نہ پہنچے۔

یہ رشتہ ہے اس رسالہ میں جو حقائق بیان ہوئے ہیں ان کے متعلق اگر کسی کو شبہ یا اعتراض

شبہ یا اعتراض یا غلط فہمی ہو تو میری زندگی میں مجھ سے بالمشاورہ یا بذریعہ خط و کتابت

وضاحت کرا سکتا ہے۔

ربنا اغفر لنا ولاخواننا الذین سبقونا بالايمان ولا تجعل

فی قلوبنا غلا للذین امنوا ربنا انک رؤوف الرحیم

مولانا، اللہ یار خان آف پکڑ

حضرت مولانا اللہ یار خان رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فروری ۱۹۸۴ء میں وصال فرما گئے

اب رسالہ میں جو حقائق بیان ہوئے ہیں ان کے متعلق اگر کسی کو شبہ یا اعتراض

یا غلط فہمی ہو تو آپ کے جانشین مولانا محمد اکرم اعوان ندوۃ العالی سے بالمشاورہ

یا بذریعہ خط و کتابت وضاحت کرا سکتا ہے۔

(اوارہ)